نغمہ پروین

عورتوں کے حقوق سیرتِ نبوی کی روشنی میں

تاریخ گواہ ہے کہ ایک عرصۂ دراز سے عورت مظلوم چلی آ رہی تھی۔ یونان میں، مصر میں، عراق میں، ہند میں، چین میں، غرض ہر قوم میں، ہر خطہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں عورتوں پر ظلم کے پہاڑ نہ ٹوٹے ہوں۔ لوگ اسے اپنے عیش وعشرت کی غرض سے خرید وفروخت کرتے ان کے ساتھ حیوانوں سے بھی بُرا سلوک کیا جاتا تھا، حتی کہ اہلِ عرب عورت کے وجود کو موجبِ عار سمجھتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ ہندوستان میں شوہر کی چتا پر اس کی بیوہ کو جلایا جاتا تھا۔ واہیانہ مذاہب عورت کو گناہ کا سرچشمہ اور معصیت کا دروازہ اور پاپ کا مجسم سمجھتے تھے۔ اس سے تعلق رکھنا روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ دنیا کے زیادہ تر تہذیبوں میں اس کی سماجی حیثیت نہیں تھی۔ اسے حقیر وذلیل نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کے معاشی وسیاسی حقوق نہیں تھے، وہ آزادانہ طریقے سے کوئی لین دین نہیں کر سکتی تھی۔ وہ باپ کی پھر شوہر کی اور اس کے بعد اولادِ نرینہ کی تابع اور محکوم تھی۔ اس کی کوئی اپنی مرضی نہیں تھی اور نہ ہی اسے کسی پر کوئی اقتدار حاصل تھا، یہاں تک کہ اسے فریاد کرنے کا بھی حق حاصل نہیں تھا۔

اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ بعض مرتبہ عورت کے ہاتھ میں زمامِ اقتدار بھی رہی ہے اور اس کے اشارے پر حکومت وسلطنت گردش کرتی رہی ہے، یوں تو خاندان اور طبقے پر اس کا غلبہ تھا، لیکن بعض مسائل پر مرد بھی ایک عورت کو بالا دستی حاصل رہی، اب بھی ایسے قبائل موجود ہیں، جہاں عورتوں کا بول بالا ہے لیکن ایک عورت کی حیثیت سے ان کے حالات میں زیادہ فرق نہیں آیا، ان کے حقوق پر دست درازی جاری ہی رہی اور وہ مظلوم ہی رہی۔ (۱)

لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورت پر احسان عظیم کیا اور اس کو ذلت وپستی کے گڑھوں سے نکالا جب کہ وہ اس کی انتہا کو پہنچ چکی تھی، اس کے وجود کو گوارا کرنے سے بھی انکار کیا جا رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے اور آپ نے پوری انسانیت کو اس آگ کی لپیٹ سے بچایا اور عورت کو بھی اس گڑھے سے نکالا۔ اور اس زندہ دفن کرنے والی عورت کو بے پناہ حقوق عطا فرمائے اور قومی وملّی زندگی میں عورتوں کی کیا اہمیت ہے، اس کو سامنے رکھ کر اس کی فطرت کے مطابق اس کو ذمہ داریاں سونپیں۔

مغربی تہذیب بھی عورت کو کچھ حقوق دیتی ہے، مگر عورت کی حیثیت سے نہیں بلکہ یہ اس وقت اس کو عزت دیتی ہے، جب وہ ایک مصنوعی مرد بن کر ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے پر تیار ہو جائے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین عورت کی حیثیت سے ہی اسے ساری عزتیں اور حقوق دیتا ہے اور وہی ذمہ دایاں اس پر عائد کیں جو خود فطرت نے اس کے سپرد کی ہیں۔ (۲)

عام طور پر کمزور کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے کافی محنت وکوشش کرنی پڑتی ہے۔تب کہیں جا کر ان کو ان کے جائز حقوق ملتے ہیں، ورنہ تصور بھی نہیں کیا جاتا۔موجودہ دور نے اپنی بحث وتمحیص اور احتجاج کے بعد عورت کے کچھ بنیادی حقوق تسلیم کیے اور یہ اس دور کا احسان مانا جاتا ہے، حالانکہ یہ احسان اسلام کا ہے، سب سے پہلے اسی نے عورت کو وہ حقوق دیے جس سے وہ مدتِ دراز سے محروم چلی آ رہی تھی۔ یہ حقوق اسلام نے اس لیے نہیں دیے کہ عورت اس کا مطالبہ کر رہی تھی، بلکہ اس لیے کہ یہ عورت کے فطری حقوق تھے اور اسے ملنا ہی چاہیے تھے۔اسلام نے عورت کا جو مقام ومرتبہ معاشرے میں متعین کیا، وہ جدید وقدیم کی بے ہودہ روایتوں سے پاک ہے، نہ تو عورت کو گناہ کا پُتلا بنا کر مظلوم بنانے کی اجازت ہے اور نہ ہی اسے یورپ کی سی آزادی حاصل ہے۔(۳)

یہاں پر ان حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے جو اسلام نے عورت کو دیے، بلکہ ترغیب وترہیب کے ذریعہ اسے ادا کرنے کا حکم بھی صادر کیا۔

عورتوں کو زندہ رکھنے کا حق:

عورت کا جو حال عرب میں تھا وہی پوری دنیا میں تھا، عرب کے بعض قبائل لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے۔قرآن مجید نے اس پر سخت تہدید کی اور اسے زندہ رہنے کا حق دیا اور کہا کہ جو شخص اس کے حق سے روگردانی کرے گا، قیامت کے دن خدا کو اس کا جواب دینا ہوگا۔فرمایا:

وَ اِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ . بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ (التکویر:۸۔۹)

اس وقت کو یاد کرو جب کہ اس لڑکی سے پوچھا جائے گا جسے زندہ دفن کیا گیا تھا کہ کس جرم میں اسے مارا گیا۔

ایک طرف ان معصوم کے ساتھ کی گئی ظلم وزیادتی پر جہنم کی وعید سنائی گئی تو دوسری طرف ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی گئی۔جن کا دامن اس ظلم سے پاک ہو اور لڑکیوں کے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو لڑکوں کے ساتھ کرتے ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہ کریں۔ چنانچہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی لڑکی ہو وہ نہ تو اسے زندہ درگور کرے اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔(۴)

عورت بحیثیتِ انسان:

اسلام نے عورت پر سب سے پہلا احسان یہ کیا کہ عورت کی شخصیت کے بارے میں مرد وعورت دونوں کی سوچ اور ذہنیت کو بدلا۔انسان کے دل ودماغ میں عورت کا جو مقام ومرتبہ اور وقار ہے اس کو متعین کیا۔اس کی سماجی، تمدنی اور معاشی حقوق کا فرض ادا کیا۔قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا (النساء:۱)

اللہ نے تمھیں ایک انسان (حضرت آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو بنایا۔

اس بنا پر انسان ہونے میں مرد وعورت سب برابر ہیں۔ یہاں پر مرد کے لیے اس کی مردانگی قابلِ فخر نہیں ہے اور نہ عورت کے لیے اس کی نسوانیت باعثِ عار۔ یہاں مرد اور عورت دونوں انسان پر منحصر ہیں اور انسان کی حیثیت سے اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے فطرت کا عظیم شاہکار ہے۔ جو اپنی خوبیوں اور خصوصیات کے اعتبار سے ساری کائنات کی محترم بزرگ ترین ہستی ہے۔قرآن میں ارشاد ہے کہ:

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا. (بنی اسرائیل:۷۰)

ہم نے بنی آدم کو بزرگی وفضیلت بخشی اور انھیں خشکی اور تری کے لیے سواری دی۔انھیں پاک چیزوں کا رزق بخشا اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چیزوں پر انھیں فضیلت دی۔

اور سورہ التین میں فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ. (التین:۴)

ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا۔

چنانچہ آدم کو جملہ مخلوقات پر فضیلت بخشی گئی اور انسان ہونے کی حیثیت سے جو سرفرازی عطا کی گئی اس میں عورت برابر کی حصے دار ہے۔(۵)

عورتوں کی تعلیم کا حق:

انسان کی ترقی کا دار ومدار علم پر ہے کوئی بھی شخص یا قوم بغیر علم کے زندگی کی تگ ودو میں پیچھے رہ جاتا ہے۔اور اپنی کُند ذہنی کی وجہ سے زندگی کے مراحل میں زیادہ آگے نہیں سوچ سکتا اور نہ ہی مادی ترقی کا کوئی امکان نظر آتا ہے،لیکن اس کے باوجود تاریخ کا ایک طویل عرصہ ایسا گزرا ہے جس میں عورت کے لیے علم کی ضرورت واہمیت کو نظر انداز کیا گیا اور اس کی ضرورت صرف مردوں کے لیے سمجھی گئی اور ان میں بھی جو خاص طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں صرف وہی علم حاصل کرتے تھے اور عورت علم سے بہت دور جہالت کی زندگی بسر کرتی تھی۔

لیکن اسلام نے علم کو فرض قرار دیا اور مرد وعورت دونوں کے لیے اس کے دروازے کھولے اور جو بھی اس راہ میں رکاوٹ و پابندیاں تھیں،سب کو ختم کر دیا۔اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دلائی اور اس کی ترغیب دی،جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''**طلب العلم فریضة** اور دوسری جگہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فأَدَّبَهُنَّ و زَوَّجَهُنَّ و أَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ. (٦)

جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی،ان کو تعلیم وتربیت دی،ان کی شادی کی اور اس کے ساتھ (بعد میں بھی) حسنِ سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

اسلام مرد وعورت دونوں کو مخاطب کرتا ہے اور اس نے ہر ایک کو عبادت اخلاق وشریعت کا پابند بنایا ہے جو کہ علم کے بغیر ممکن نہیں۔ علم کے بغیر عورت نہ تو اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے اور نہ ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتی ہے جو کہ اسلام نے اس پر عائد کی ہیں، اس لیے مرد کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم بھی نہایت ضروری ہے۔

جیسا کہ گزشتہ دور میں جس طرح علم مردوں میں پھیلا، اسی طرح عورتوں میں بھی عام ہوا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان قرآن وحدیث میں علم رکھنے والے خواتین کافی مقدار میں ملتی ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل کا استنباط اور فتویٰ دینا بڑا ہی مشکل اور نازک کام ہے، لیکن پھر بھی اس میدان میں عورتیں پیچھے نہیں تھیں، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مد مقابل تھیں، جن میں کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً

حضرت عائشہ، حضرت اُمّ سلمہ، حضرت اُمّ عطیہ، حضرت صفیہ، حضرت اُمّ حبیبہ، اسماء بنت ابوبکر، اُمّ شریک، فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہن وغیرہ نمایاں تھیں۔ (۷)

معاشرتی میدان:

جس طرح دیگر معاشروں نے عورت کو کانٹے کی طرح زندگی کی رہ گزر سے مٹانے کی کوشش کی تو اس کے برعکس اسلامی معاشرہ نے بعض حالتوں میں اسے مردوں سے زیادہ فوقیت اور عزت واحترام عطا کیا ہے۔ وہ ہستی جو عالمِ دنیا کے لیے رحمت بن کر تشریف لائی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے اس مظلوم طبقہ کو یہ مژدہ جانفزا سنایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنیَا النِّسَاءُ و الطِّیبُ وَ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَینِیْ فِی الصَّلوٰۃِ. (۸)

مجھے دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت سے بےزاری اور نفرت کوئی زہد وتقویٰ کی دلیل نہیں ہے، انسان خدا کا محبوب اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ اللہ کی تمام نعمتوں کی قدر کرے جن سے اس نے اپنے بندوں کو نوازا ہے، اس کی نظامت اور جمال کا متمنی ہو اور عورتوں سے صحیح ومناسب طریقے سے پیش آنے والا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے نکاح کو لازم قرار دیا گیا ہے، اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

النِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی. (۹)

نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (۱۰)

چنانچہ ایک عورت بیوی کی حیثیت سے اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے اور اس کے بچوں کی معلم ومربی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (البقرہ: ۱۸۷)

عورتیں تمھارا لباس ہیں اور تم ان کا۔

یعنی کہ تم دونوں کی شخصیت ایک دوسرے سے ہی مکمل ہوتی ہے۔ تم ان کے لیے باعثِ حسن وآرائش ہو تو وہ

تمھارے لیے زینت وزیبائش غرض دونوں کی زندگی میں بہت سے تشنہ پہلو ہوتے ہیں جو کہ ایک دوسرے کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتے ۔(۱۱)

معاشی حقوق:

معاشرہ میں عزت معاشی حیثیت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جو جاہ وثروت کا مالک ہے، لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کے پاس نہیں ہے لوگ اس کے قریب سے گزرنا بھی گوارا نہیں کرتے، عزت کرنا تو دور کی بات ہے۔ اسے دنیا کے تمام سماجوں اور نظاموں نے عورت کو معاشی حیثیت سے بہت ہی کمزور رکھا، سوائے اسلام کے، پھر اس کی یہی معاشی کمزوری اس کی مظلومیت اور بے چارگی کا سبب بن گئی۔ مغربی تہذیب نے عورت کی اسی مظلومیت کا مداوا کرنا چاہا۔ اور عورت کو گھر سے باہر نکال کر انھیں فیکٹریوں اور دوسری جگہوں پر کام پر لگا دیا۔ اس طرح سے عورت کا گھر سے باہر نکل کر کمانا بہت سی دیگر خرابیوں کا سبب بن گیا، ان حالات میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے راہِ اعتدال اختیار کیا۔

(۱)　عورت کا نان ونفقہ ہر حالت میں مرد کے ذمہ ہے۔ اگر بیٹی ہے تو باپ کے ذمہ۔ بہن ہے تو بھائی کے ذمہ، بیوی ہے تو شوہر پر اس کا نان نفقہ واجب کر دیا گیا اور اگر ماں ہے تو اس کے اخراجات اس کے بیٹے کے ذمہ ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَ عَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ. (البقرہ:۲۳۶)

خوشحال آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی توفیق کے مطابق معروف طریقے سے نفقہ دے۔

(۲)　مہر: عورت کا حقِ مہر ادا کرنا مرد پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

وَ آتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِھِنَّ نِحْلَۃً فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ نَفْساً فَکُلُوْہُ ھَنِیْئاً مَّرِیْئاً. (النساء:۴)

عورتوں کو ان کا حق مہر خوشی سے ادا کرو اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ حصہ تمھیں معاف کر دیں تو اس کو خوشی اور مزے سے کھاؤ۔

(۳)　وراثت: بعض مذہبوں کے پیشِ نظر وراثت میں عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا، لیکن ان مذہبوں اور معاشروں کے برعکس اسلام نے وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ دلوایا۔ اس کے لیے قرآن کریم میں لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ. ارشاد ہوا ہے یعنی مرد کو عورتوں کے دو برابر حصے ملیں گے۔ (النساء:۱۱) یعنی عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے، اسی طرح وہ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے اور دوسری قریبی رشتہ داروں سے باقاعدہ وراثت کی حق دار ہے۔

(۴)　مال وجائیداد کا حق: اس طرح عورت کو مہر سے اور وراثت سے جو کچھ مال ملے، وہ پوری طرح سے اس کی مالک ہے، کیونکہ اس پر کسی بھی طرح کی معاشی ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ وہ سب سے حاصل کرتی ہے، اس لیے یہ سب اس کے پاس محفوظ ہے۔ اگر مرد چاہے تو اس کا وراثت میں دوگنا حصہ ہے، مگر اسے ہر حال میں عورت پر خرچ کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس طرح سے عورت کی مالی حالت (اسلامی معاشرہ میں) اتنی مستحکم ہو جاتی ہے کہ کبھی کبھی مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔

(۵) پھر وہ اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرے، اس پر کسی کا اختیار نہیں، چاہے تو اپنے شوہر کو دے یا اپنی اولاد کو یا پھر کسی کو ہبہ کرے یا خدا کی راہ میں دے، یہ اس کی اپنی مرضی ہے اور اگر وہ از خود کماتی ہے تو اس کی مالک بھی وہی ہے، لیکن اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے، چاہے وہ کمائے یا نہ کمائے۔ اس طرح سے اسلام کا عطا کردہ معاشی حق عورت کو اتنا مضبوط بنا دیتا ہے کہ عورت جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے، جب کہ عورت ان معاشی حقوق سے کلیتاً محروم ہے۔

تمدنی حقوق

شوہر کا انتخاب: شوہر کے انتخاب کے سلسلے میں اسلام نے عورت پر بڑی حد تک آزادی دی ہے۔ نکاح کے سلسلے میں لڑکیوں کی مرضی اور ان کی اجازت ہر حالت میں ضروری قرار دی گئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

لَا یُنْکَحُ الْاَیِمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرُ وَ لَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَأذن. (۱۲)

شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے مشورہ نہ لیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت حاصل کیے بغیر نہ کیا جائے۔ (۱۳)

اگر بچپن میں کسی کا نکاح ہو گیا ہو، بالغ ہونے پر لڑکی کی مرضی اس میں شامل نہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ اس نکاح کو وہ رد کر سکتی ہے، ایسے میں اس پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔

ہاں اگر عورت ایسے شخص سے شادی کرنا چاہے جو فاسق ہو یا اس کے خاندان کے مقابل نہ ہو تو ایسی صورت میں اولیاء ضرور دخل اندازی کریں گے۔

خلع کا حق:

اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے کہ اگر ناپسندیدہ ظالم اور ناکارہ شوہر ہے تو بیوی نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور یہ حقوق عدالت کے ذریعے دلائے جاتے ہیں۔

حسن معاشرت کا حق:

قرآن میں حکم دیا گیا: **وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ (النساء: ۱۹) چنانچہ شوہر کو بیوی سے حسن سلوک اور فیاضی سے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **خیرُکم خیرُکم لاهله.** تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہیں اور اپنے اہل وعیال سے لطف ومہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔ (۱۴)

بیویوں کے حقوق:

اسلام کے آنے کے بعد لوگوں نے عورتوں کو بے قدری کی نگاہوں سے دیکھا، اس بے قدری کی ایک شکل یہ تھی کہ لوگ عبادت میں اتنے محو رہتے تھے کہ بیوی کی کوئی خبر نہیں۔ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابو درداء کا واقعہ بڑی تفصیل سے حدیث میں مذکور ہے کہ کثرتِ عبادت کی وجہ سے ان کی بیوی کو ان سے شکایت ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کو بلا کر سمجھایا اور فرمایا کہ تم پر تمھاری بیویوں کا بھی حق ہے، لہٰذا تم عبادت کے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں کا بھی خیال رکھو۔

بیویوں کے حقوق کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

''لوگو! عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو، وہ تمھاری زیر نگین ہیں تم نے ان کو اللہ کے عہد پر اپنی رفاقت میں لیا ہے اور ان کے جسموں کو اللہ ہی کے قانون کے تحت اپنے تصرف میں لیا ہے۔ تمھارا ان پر یہ حق ہے کہ گھر میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمھیں ناگوار ہے، اگر ایسا کریں تو تم ان کو ہلکی مار مار سکتے ہو اور تم پر ان کو کھانا کھلانا اور پلانا فرض ہے۔ (۱۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ اور فرمایا:

خیرُکم خیرُکم لاھلہٖ و أنا خیرُکم لاھلی. (۱۶)

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ثابت ہو اور خود میں اپنے اہل وعیال کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔

اِنَّ أکْمَلَ المؤمنینَ اِیْمَاناً أحْسَنُھُمْ خُلقاً و ألطفھم لاھلہٖ. (۱۷)

کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور اپنے اہل وعیال کے لیے نرم خو ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کو بیویوں کے حق میں سراپا محبت وشفقت ہونا چاہیے اور ہر جائز امور میں ان کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کرنی چاہیے۔ کچھ لمحوں کے لیے دوسرے کے سامنے اچھا بن جانا کوئی مشکل کام نہیں حقیقتاً نیک اور اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے رفاقت کے دوران صبر وتحمل سے کام لینے والا ہو اور محبت و شفقت رکھنے والا ہو۔ (۱۸)

عورتوں کا معاشرتی مقام اسلام کی نظر میں:

اسلام میں معاشرتی حیثیت سے عورتوں کا اتنا بلند مقام حاصل ہے کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ معاشرت کے باب میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر مرد کو مخاطب کرکے یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ معاشرت کے باب میں ''معروف'' کا خیال کیا جائے، تاکہ وہ معاشرت کے ہر پہلو اور ہر چیز میں حسن معاشرت برتیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

وَ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسَی أنْ تَکْرَھُوْ شَیْئاً وَّ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْراً کَثِیْراً. (النساء:۱۹)

اور ان عورتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت کے ساتھ زندگی گزارو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور اللہ اس میں خیر کثیر رکھ دے۔

معاشرت کے معنی ہیں، مل جل کر زندگی گزارنا، اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک تو مردوں کو عورتوں سے مل جل کر زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ''معروف'' کے ساتھ اسے مقید کردیا ہے، لہٰذا امام ابوبکر

جصاص رازی (المتوفی ۳۷۰ھ) معروف کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں عورتوں کا نفقہ، مہر، عدل کا شمار کر سکتے ہیں۔ اور معروف زندگی گزارنے سے مطلب یہ ہے کہ گفتگو میں نہایت شائستگی اور شیفتگی سے کام لیا جائے باتوں میں حلاوت ومحبت ہو، حاکمانہ انداز نہ ہو اور ایک بات کو توجہ کے ساتھ سنیں اور بے رخی، بے اعتنائی نہ برتیں اور نہ ہی کوئی بدمزاجی کی جھلک ظاہر ہو۔(۱۹)

قرآن میں صرف معاشرت کے لیے ہی نہیں کہا گیا کہ عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے پیش آنا مردوں پر خدا نے فرض کیا ہے، بلکہ اسی کے ساتھ ہر طرح کے مسائل کے بارے میں کہا گیا ہے۔ جیسے مطلقہ عورت کے بارے میں صاف طور پر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ:

وَ لَا تُمۡسِکُوۡھُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا. (البقرہ:۲۳۱)

ایذادہی کے خیال سے ان کو نہ روک رکھو، تا کہ تم زیادتی کرو۔

آزادیِ رائے کا حق:

اسلام میں عورتوں کی آزادی کا حق اتنا ہی ہے جتنا کہ مرد کو حاصل ہے خواہ وہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی۔ اس کو پورا حق ہے کہ وہ دینی حدود میں رہ کر ایک مرد کی طرح اپنی رائے آزادانہ استعمال کرے۔

ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''تم لوگوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ عورتوں کی مہر زیادہ نہ باندھو، اگر مہر زیادہ باندھنا دنیا کے اعتبار سے بڑائی ہوتی اور عنداللہ تقویٰ کی بات ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق ہوتے۔(ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس تقریر پر ایک عورت نے بھری مجلس میں ٹوکا اور کہا کہ آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ آتَیۡتُمۡ اِحۡدَاھُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَأۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَیۡئًا. (النساء:۲۰)

اور دیا ہے ان میں سے کسی کو ایک ڈھیر سامان تو اس میں سے کچھ نہ لو۔

جب خدا نے جائز رکھا ہے کہ شوہر مہر میں ایک قنطار بھی دے سکتا ہے تو تم اس کو منع کرنے والے کون ہوتے ہو۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا کُلُّکُمۡ أَعۡلَمُ مِنۡ عُمَرَ تم سب تم سے زیادہ علم والے ہو۔ اس عورت کی آزادیِ رائے کو مجروح قرار نہیں دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں ٹوکا گیا اور ان پر کیوں اعتراض کیا گیا، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو اوّلیت اور افضلیت میں تھی۔ نفس جواز میں نہ تھی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو اپنی آزادیِ رائے کا پورا حق ہے، حتیٰ کہ اسلام نے لونڈیوں کو بھی اپنی آزادانہ رائے رکھنے کا حق دیا۔ اور یہ اتنی عام ہو چکی تھی کہ عرب کی لونڈی اس پر بے جھجک، بنا تردد کے عمل کرتی تھیں حتیٰ کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رائے سے جو بحیثیت نبوت ورسالت کے نہیں ہوتی تھی، اس پر بھی بے خوف وخطر کے

اپنی رائے پیش کرتی تھیں اورانھیں کسی چیز کا خطرہ محسوس نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی نافرمانی کا۔(۲۰)

اس آزادیٔ رائے کا سرچشمہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے ازواجِ مطہرات میں آزادیٔ ضمیر کی روح پھونک دی تھی، جس کا اثر تمام عورتوں پر پڑتا تھا۔

حواشی

(۱) مسلمان عورت کے حقوق اوران پر اعتراضات کا جائزہ، سیدجلال الدین عمری، مطبع ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی، مارچ ۱۹۸۶ء، ص:۱۵

(۲) اسلام میں عورت کا مقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص:۱۵

(۳) اسلام میں عورت کا مقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص:۲۹۔۳۰

(۴) ابوداؤد، باب فضل من عال فی یتامی، ابوداؤدسلیمان بن الاشعث السجستانی، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع ص:۹۳۰

(۵) اسلام میں عورت کا مقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص:۳۱

(۶) ابوداؤد، باب فضل من عال فی یتامی، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع ص:۹۳۱

(۷) مسلمان عورتوں کے حقوق اوران پر اعتراضات کا جائزہ: سیدجلال الدین عمری، ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی، مارچ ۱۹۸۶ء، ص:۲۹

(۸) نسائی، ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی الشہیر (النسائی)، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع، ۱۳۰۳ھ ص:۲۰۹

(۹) بخاری، کتاب النکاح، کتب خانہ رشیدیہ دہلی، ص:۷۵۷۔۷۵۸

(۱۰) بخاری، کتاب النکاح، کتب خانہ رشیدیہ دہلی، ص:۷۵۷۔۷۵۸

(۱۱) اسلام میں عورت کا مقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص:۳۵

(۱۲) مشکوٰۃ کتاب النکاح، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص:۲۷۰

(۱۳) مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص:۲۸۱

(۱۴) مشکوٰۃ کتاب النکاح، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص:۲۷۰

(۱۵) مشکوٰۃ بروایت صحیح مسلم، فی قصۃ حجۃ الوداع، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص:۲۲۵

(۱۶) مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ص:۲۸۱

(۱۷) مشکوٰۃ عن ترمذی، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند،

(۱۸) اسلام میں عورت کا مقام، مرتبہ: ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۳ء، ص:۶۰۔۶۱

(۱۹) اسلام میں عورت کا مقام، مولوی عبدالصمد رحمانی، دینی بک ڈپو اردو بازار دہلی، ص:۱۷

(۲۰) اسلام میں عورت کا مقام، مولوی عبدالصمد رحمانی، دینی بک ڈپو اردو بازار دہلی، ص:۲۲۔۲۳

(مطبوعہ: ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند، اکتوبر ۲۰۱۴ء)